مسائلِ عیدالاضحیٰ وقربانی

ترتیب وپیشکش: مفتی محمد مدثر
استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور
9740947576

عیدالاضحیٰ کے مسائل

(۱) مستحب ہے کہ ذی الحجہ کے چاند دیکھنے کے بعد عید کی نماز وقربانی کرنے تک قربانی کا ارادہ رکھنے والے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔

(۲) یوم عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بہ آوازِ بلند ایک مرتبہ تکبیراتِ تشریق پڑھنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ با جماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا پڑھنے والے اس میں برابر ہیں۔

(۳) اسی طرح تکبیراتِ تشریق مرد وعورت دونوں پر واجب ہے؛ البتہ عورت بہ آوازِ بلند تکبیر نہ کہے۔

(۴) نیز اس تکبیر تشریق کا صرف ایک دفعہ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے؛ اس لیے صرف ایک مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ علامہ شامی نے ایک مرتبہ سے زائد پڑھنے کو خلاف سنت قرار دیا ہے؛ اس لیے احتیاط یہی ہے کہ ایک مرتبہ پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔

ایک ضروری تنبیہ: اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ سے پڑھ لیتے ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:

(۱) صبح کو سویرے اُٹھنا (۲) غسل ومسواک کرنا

(۳) پاک صاف، عمدہ کپڑے پہننا (۴) خوش بو لگانا

(۵) عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا (۶) عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر بہ آوازِ بلند پڑھنا۔

قربانی کا حکم: جمہوراہلِ اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

(۱) قربانی ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے، جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال، اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد موجود ہو۔ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔

مثلاً اگر ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں: ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی ہے یا کرایے پر دیا ہوا ہے، تو اس شخص پر قربانی واجب ہے، البتہ اس کا ذریعۂ معاش یہی مکان ہے، تو چوں کہ یہ مکان اس کی ضروریات میں داخل ہے؛ اس لیے اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔

اسی طرح کسی کے پاس دو گاڑیاں ہوں، ایک استعمال کے لیے اور ایک زائد، تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

(۲) نیز عورت پر بھی اگر وہ مالکِ نصاب ہے، تو قربانی واجب ہے اور اس کا ادا کرنا خود عورت کی ذمے داری ہے۔

تنبیہ: اکثر عورتیں اس سے غافل ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ زکاۃ وقربانی کا تعلق صرف مردوں سے ہے، ہم سے نہیں: یہ بات سو فی صد غلط ہے؛ اس لیے عورتوں کو بھی قربانی دینا چاہیے، ہاں اگر اپنے پاس رقم نہ ہو، تو اپنے میاں سے کہہ کر

ان کے ذریعے ادا کرنا چاہیے۔

(۳) قربانی میں نیابت جائز ہے، یعنی جس شخص کے ذمے قربانی واجب ہے، اُس کے حکم یا اجازت سے دوسرے شخص نے اُس کی طرف سے قربانی کردی، تو جائز ہے؛ لیکن اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اُس کی طرف سے قربانی کی، تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اُس کے حکم واجازت کے بغیر شریک کرلیا گیا، تو کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔

اسی طرح مرد نے عورت کی اجازت کے بغیر اپنی طرف سے خود عورت کی قربانی کردی، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول میں استحساناً جائز ہے۔

(۴) اگر اللہ نے کسی کو استطاعت دی ہے، تو اپنے مرحومین کی طرف سے قربانی کرے، اِس کا بڑا اجر وثواب ہے، اسی طرح اگر گنجائش ہو؛ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی دی جائے؛ لیکن یاد رہے کہ اپنی واجب قربانی کو ترک نہ کریں؛ اِس لیے کہ اِس کا ترک کرنا جائز نہیں۔

تنبیہ: بعض لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ گھر کی پہلی قربانی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیتے ہیں اور خود پر لازم قربانی کو ترک کردیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔ یقیناً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا بڑا پسندیدہ ومبارک عمل ہے؛ لیکن ایک مستحب ومحبوب عمل کی خاطر؛ واجب عمل کو ترک کرنا شریعت سے ناواقفیت وجہالت ہے۔

(۵) جس شخص پر قرض ہو، اگر قرض کو وضع کرنے کے بعد اس کے پاس اتنا مال بچا رہے، جو نصاب کے برابر ہو، تو اس پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

(٦) قربانی کے معاملے میں اس مال پر سال بھر گذرنا بھی شرط نہیں۔

(۷) بچے اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو، تو بھی اس پر اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو، اس پر بھی قربانی لازم نہیں؛ البتہ باپ پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق مستحب ہے کہ اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی قربانی کردے۔

(۸) جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی، اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا، تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔

(۹) اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اُس نے کہیں مدتِ اقامت: پندرہ دن کی نیت کرلی اور وہ صاحبِ نصاب ہے، تو اس کے ذمے قربانی واجب ہوگی۔

تنبیہ: بعض لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ پورے گھرانے کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کردیتے ہیں؛ یہ بات صحیح نہیں ہے؛ بل کہ اگر مثلاً ایک گھر میں پانچ بھائی رہتے ہوں اور سب کے سب عاقل بالغ اور صاحبِ نصاب ہوں، تو سب کو الگ الگ اپنی طرف سے قربانی کرنا چاہیے۔

تنبیہ: عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی شادی ہونے کے بعد سے لاگو ہوتی ہے؛ اس لیے بہت سے وہ نو جوان، جو اچھی خاصی کمائی کرتے ہیں اور خوب مال جمع بھی رکھتے ہیں، وہ قربانی نہیں کرتے؛ کیوں کہ ان کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے، یاد رہے کہ قربانی اور زکاۃ کے مسئلے کو شادی شدہ ہونے اور نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں۔

قربانی کے دن

(۱) قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن: ذی الحجہ کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں تاریخیں ہیں، اس میں جب چاہے، قربانی کرسکتا ہے، البتہ پہلے دن

کرنا افضل ہے؛ پھر دوسرے دن، پھر تیسرے دن۔

(۲) اگر قربانی کے دن گزر گئے اور ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہیں کر سکا، تو قربانی کی قیمت فقرا ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔

لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانوروں کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا۔ بل کہ وہ ہمیشہ گنہ گار رہے گا؛ کیوں کہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے، جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکاۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔

ضروری تنبیہ: بعض لوگ شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہا کرتے ہیں کہ قربانی کی جگہ اگر ان جانوروں کی قیمت غریبوں میں بانٹ دی جائے، تو غریبوں کا زیادہ فائدہ ہوگا، مگر یہ جہالت کی بات ہے؛ ایک تو اس لیے کہ اللہ کی شریعت میں کسی کو اختیار نہیں کہ اس میں ردوبدل کرے؛ دوسرے اس وجہ سے کہ قربانی کا مقصد غریبوں کی مدد نہیں ہے، اس کے لیے تو شریعت نے زکاۃ اور صدقات کا ایک مکمل نظام بنایا ہے؛ بل کہ اس کا مقصد اللہ کی محبت کا مظاہرہ ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام نے اس کا مظاہرہ فرمایا تھا؛ اس لیے قربانی میں جانوروں کے ذبح کرنے کو ان ایام کی سب سے زیادہ پسندیدہ عبادت قرار دیا گیا ہے۔

قربانی کا وقت

(۱) جن بستیوں یا شہروں میں نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے، وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کردی، تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں، یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی اگر کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید پہلے دن نہ ہو سکے، تو نمازِ عید کا وقت گذر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔

(۲) اگر قربانی کرنے والا خود شہر میں ہو اور اپنی قربانی کا جانور گاؤں دیہات میں بھیج دے، تو اس کی قربانی وہاں صبح صادق کے فوراً بعد کی جا سکتی ہے اور اگر قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو اور اس کی قربانی شہر میں دی جائے، تو ضروری ہے کہ نمازِ عید کے بعد ہی قربانی کی جائے، عید کی نماز سے پہلے جائز نہیں، حاصل یہ ہے کہ قربانی کا جانور، جس جگہ ہو اس کا اعتبار ہے، قربانی کرنے والا چاہے جہاں رہے۔

(۳) قربانی رات کو بھی جائز ہے؛ مگر بہتر نہیں۔

قربانی کا جانور

(۱) قربانی میں صرف درجِ ذیل جانوروں کی قربانی جائز ہے: بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ، گائے، بیل، اُونٹ، اُونٹنی، بھینس، بھینسا۔ ان کے علاوہ کسی اور جانور کا قربانی میں دینا جائز نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ جو مرغی کی قربانی کرتے ہیں، یہ جائز نہیں اور اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔

(۲) ان جانوروں میں سے جو وحشی (جنگلی) ہوں، ان کی قربانی بھی جائز نہیں۔

(۳) بکرا، دنبہ، بھیڑ: ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کیا جا سکتا ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے؛ بہ شرطے کہ سب کی نیت ثواب کی ہو؛ محض گوشت کھانے کی نیت سے اگر کوئی شریک ہو جائے، تو نہ اس کی قربانی ہوتی ہے اور نہ دیگر حصہ داروں کی قربانی ہوتی ہے؛ اس لیے قربانی میں دوسروں کو شریک کرنے میں بڑی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔

(۴) اگر کوئی قربانی میں شریک ہونے والا غیر مسلم ہو، جیسے عیسائی، ہندو، تو کسی کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔

(۵) اگر قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے ہی یہ نیت ہو کہ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرنا ہے، تو بہتر ہے اور اگر جانور خرید لیا، پھر یہ ارادہ ہوا کہ دوسروں کو اس میں شریک کیا جائے، تو اگر وہ جانور خریدنے والا مال دار (صاحبِ نصاب) ہے، تو اس کے لیے اس طرح دوسروں کو اس میں شریک کرنا درست ہے اور اگر وہ غریب ہے، تو چوں کہ غریب آدمی کے جانور خرید لینے سے اس جانور کی قربانی اس پر واجب ہو جاتی ہے؛ اس لیے اس کو اس میں دوسروں کو شریک کرنے کی اجازت نہیں۔ بعض نے اس مسئلے میں مال دار اور غریب دونوں کے لیے ایک ہی حکم بیان کیا ہے؛ تاہم خریدنے کے بعد شریک کرنا کراہت سے خالی نہیں۔

(٦) بکرا، بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے، بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو، تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے، بیل بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لیے کافی (وجائز) نہیں۔

(۷) اگر ایک شریک قربانی کی نیت کرے اور دوسرا عقیقہ یا ولیمہ یا اور کسی قربت (عبادت وثواب) کی نیت کرے، تو جائز ہے۔

(۸) اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہو اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی؛ تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

(۹) خصی بکرے (جس کے فوطے نکال دیئے گئے ہوں) کی قربانی جائز؛ بل کہ افضل ہے۔

(۷) بکرے، بکری کی قربانی کرنا، گائے وغیرہ کا ایک حصہ دینے سے افضل ہے۔

(۸) قربانی کا جانور عمدہ سے عمدہ اور خوب موٹا تازہ اور تمام عیوبِ ظاہرہ سے پاک ہونا افضل ہے۔

قربانی کا جانور ایسا نہ ہو

(۱) جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا کوئی سینگ بیچ سے ٹوٹ گیا ہو، اس کی قربانی جائز ہے۔ ہاں سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو، جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(۲) اندھے، کانے، لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور، جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں سے نہ جا سکے، اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔

(۳) جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دُم وغیرہ کٹی ہوئی ہو یا آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو، اس کی قربانی جائز نہیں۔

(۴) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں؛ البتہ ''عالمگیری'' میں صحیح اس کو قرار دیا ہے کہ اگر بے دانت والا جانور چارہ کھا لیتا ہو؛ تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۵) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی درست نہیں اور اگر ایک کان پورا کٹ گیا ہو، تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ ہاں اگر کان ہوں؛ مگر چھوٹے ہوں تو اُس کی قربانی جائز ہے۔

(٦) جو جانور خارش ہونے کی وجہ سے دبلا ہو گیا ہو، اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر دبلا نہ ہوا ہو، تو جائز ہے۔

(۷) اگر جانور کے تھن سوکھ گئے ہوں یا کٹ گئے ہوں یا جانور اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قادر نہ ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

(۸) اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا، پھر اس میں کوئی عیب مانعِ قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی (صاحبِ نصاب)

نہیں ہے،تو اس کے لیے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی (صاحبِ نصاب) ہے،تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

قربانی کا مسنون طریقہ

(۱) اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے ؛ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا ،تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے؛مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

ضروری تنبیہ : یہاں یہ بات واضح رہے کہ اپنی قربانی کی جگہ حاضر رہنا محض افضلیت کی بات ہے؛عورتوں پر چوں کہ پردہ فرض کا درجہ رکھتا ہے؛ اس لیے عورتوں کے نام سے اگر ذبح کیا جائے اور وہ قربانی کی جگہ حاضر ہوں؛ تو پردے کا زیادہ اہتمام رکھے؛ ورنہ اُنھیں وہاں نہ جانا چاہیے۔

(۲) قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں۔البتہ ذبح کرنے کے وقت ﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ﴾ کہنا ضروری ہے۔

(۳) سنت ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لیے قبلہ رو لٹائے تو یہ آیت پڑھے:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾

اور ذبح کرنے کے (پہلے یا) بعد یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ﴾

نوٹ: اگر دوسروں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کرے؛تو مذکور الصدر دعا میں ''مِنِّي'' کے بہ جائے ''مِن'' کے بعد، جس کی طرف سے قربانی کرے، اُس کا نام لیں۔

آدابِ قربانی

(۱) قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

(۲) قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں ، اگر کسی نے ایسا کرلیا، تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۳) قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کریں۔

(۴) جانور کو لٹانے کے بعد یا اس کے سامنے چھری تیز کرنا بھی منع ہے۔

(۵) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں۔

(۶) جانور کے پیر پکڑ کر مذبح (قربانی کی جگہ) کی طرف کھینچ کر لے جانا یا اور کوئی ایسا کام کرنا، جس سے جانور کو اذیت پہنچے،مکروہ ہے؛اس لیے ایسی باتوں سے بچنا چاہیے۔

(۷) ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے، جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

متفرق مسائل

(۱) عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں؛ لیکن جس شہر میں کئی جگہ نمازِ عید ہوتی ہو، تو شہر میں کسی جگہ بھی نمازِ عید ہو گئی، تو پورے شہر میں قربانی جائز ہو جاتی ہے۔

(۲) قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا، تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہیے۔

(۳) جس شخص پر قربانی واجب تھی، اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا؛ پھر وہ گم ہو گیا یا چوری ہو گیا، تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔اگر دوسری قربانی کے بعد پہلا جانور مل جائے، تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے؛ لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔اور اگر یہ شخص غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی،

نفلی طور پر اس نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا، پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا، تو اس کے ذمے دوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر گم شدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے، تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایامِ قربانی کے بعد ملے، تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۴) اگر غریب آدمی جو قربانی نہیں کر سکتا، قربانی کرنے والوں کی مشابہت کے طور پر مرغی یا بطخ کی قربانی کرے، تو یہ مکروہ ہے اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

(۵) اگر سات آدمیوں نے مل کر ایک گائے قربانی کے لیے خریدی، پھر ان میں سے ایک کا انتقال ہوگیا، تو اگر اس مرحوم کے تمام وارث مرحوم کی طرف سے قربانی کی اجازت دے دیں، تو جائز ہوگا اور اگر وارثین کی اجازت کے بغیر باقی حصہ دار مرحوم کی طرف سے قربانی کریں گے، تو کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہوگی۔

قربانی کا گوشت

(۱) جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں، تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازے سے تقسیم نہ کریں۔

(۲) افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے رکھے: ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقرا ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو، وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

(۳) قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

(۴) ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں (بل کہ اس کام کی) اُجرت علاحدہ دینی چاہیے۔

(۵) قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے، بہ شرطے کہ نذر کی قربانی نہ ہو؛ اگر نذر کی قربانی ہو، تو غیر مسلم کو اس کا گوشت نہیں دینا چاہیے۔

قربانی کی کھال

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنا لیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے، یہ جائز ہے؛ لیکن اگر اس کو فروخت کیا، تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں؛ بل کہ صدقہ کرنا اس کا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدون نیتِ صدقہ جائز بھی نہیں۔

(۲) قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں؛ اسی لیے مسجد کے مؤذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔

(۳) بعض مشترکہ قربانی کا انتظام کرنے والے جو قربانی کے چمڑوں کو جانور کی کٹائی وصفائی کی اجرت میں خود رکھ لیتے ہیں، یہ جائز نہیں۔

(۳) مدارسِ اسلامیہ کے غریب اور نادار طلبا ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقے کا ثواب بھی ہے اور احیائے علمِ دین کی خدمت بھی، مگر مدرسین اور ملازمین کی تن خواہ اُس سے دینا جائز نہیں۔

(۴) قربانی کی کھال مسجد یا مدرسے کی تعمیر ومرمت میں خرچ کرنا جائز نہیں، اسی طرح دینی کتابوں کی اشاعت، رسالوں کی طباعت، شفاخانوں کی تعمیر میں لگانا بھی جائز نہیں۔

نوٹ: یہ عیدالاضحیٰ وقربانی کے چند مسائل ہیں، اِن کے علاوہ اور بے شمار مسائل ہیں، جن کی طرف بہ وقتِ ضرورت علمائے کرام سے رجوع کرلینا چاہیے۔ یہ مسائل مندرجہ ذیل کتبِ فقہ سے اختصار وتلخیص کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں؛ لہٰذا تفصیلی حوالوں کے لیے ان کی طرف مراجعت کرلی جائے۔

(''احکام عید الاضحیٰ وقربانی'' (مفتی محمد شفیع صاحب رَحِمَہُ اللہُ / اضافہ وتحقیق: حضرت مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب) ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل''، ''کتاب الفتاویٰ'')